سورہ فاتحہ کی فصاحت و بلاغت کا علمی جائزہ

Eloquental and Rhetorical Analysis of Surah Fatiha

ظفر حسین۔ اشفاق علی

VIRTUES OF SURAH FATIHA

1) Quran begins with Surah Fatiha.
2) Prayer begins with it too.
3) This is the first surah which is revealed as a whole.
4) The prophet said: "there is no instance of Fatiha revealed in Towratt, Injeel and Zaboor,
   even not in Quran.
5) He also said it the healing for every disease.
6) There for the name of surat Fatiha in Hadith is the Surah of healing.

ELOQUENCE OF SURAH FATIHA

1. **Art of submission:**
   A letter which should be maintained later but come first is called submission. Here, the object comes before the verb and subject which specifies worship and help seeking with Allah only. Therefore, only Allah is worth worshiping and we should seek help from Him only.
2. **Attention from the addressing to the disappeared:**
   It means that the speaker uses the addressing words and suddenly turns towards missing or disappeared words or uses the opposite way in the sentence. It is used for keeping audience mind fresh so that they do not feel bored.
3. **Tasjee:**
   To equal weight or sound of the words with each other is called Tasjee. This is found in this Surah in the letters of Raheem, Mustaqeem, Nasteen and Alzalyn۔
4. **Straight Path:**
   What is meant by straight path? There is ambiguity in the meaning of straight path. To remove this, it is explained as the path of those whom you gave your prizes. This way is considered commendable in Arabic.

READER'S BENEFITS

This article is based on Surah Fatiha's Tafseer. In this, a person can get knowledge about the virtues of Surah Fatiha, the way of Arabic structure of

speaking can the ambiguity of words or sentence be explained and how can we make the words of our statement in equal weight or in sounds.

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہے جس نے اپنی تعریف خود کی کیونکہ بشر کی کیا استطاعت کی وہ خالق کی کماحقہ تعریف بیان کر سکے، اور وہ اللہ عظمتوں اور کبریائی والی ذات ہے جس نے بنی نوع انسان کی ھدایت و راہنمائی کے لئے ایسی جامع کتاب قرآن کریم اپنے بندوں کو عطا کی جو شک اور یقین کو جدا جدا کرنے والی ہے۔ وہ ایسی فصیح کتاب ہے کہ دنیا بھر کے فصحا و بلغا اور قادرالکلام شخصیات اس جیسا کلام پیش کرنے سے عاجز ہے۔ بلیغ بھی ایسا کہ دنیا کے سارے بلغا اس کے سامنے گونگے نظر آتے ہیں۔ اور ایسی کامل و مکمل کتاب کہ کوئی بھی چیز جو انسانوں کی ھدایت کے لئے ضروری ہو وہ اس میں شامل ہے اللہ تبارک و تعالی فرماتے ہیں، ۔ما فرطنا فی الکتاب من شئی۔[1] ہم نے نہیں چھوڑی اس کتاب میں کوئی کمی۔

صرف سورہ فاتحہ کا اگر کوئی علمی جائزہ لینا چاہے تو وہ اس کی فصاحت اور بلاغت کے عجائبات کے سامنے بے بس اور اپنے آپ کو طفل مکتب سمجھے گا، کیونکہ اللہ تبارک و تعالی نے جہاں انسانوں کو تعلیم دی ہے تو دوسری طرف کلام ایسا فصیح و بلیغ لائے ہیں کہ تمام دنیا کے انسان چاہے وہ اہل زبان ہو یا غیر زبان والے وہ اس کی گہرائی تک پہنچنے کے لئے اپنی استطاعت سے زیادہ کوشش کر رہے ہیں مگر وہ پھر بھی اسکی فصاحت و بلاغت اور الفاظ کے استعمال کے سامنے ورطہ حیرت میں پڑے ہوئے ہیں اور کئی جلدوں پر مشتمل اس کی تفسیریں کرنے کے بعد بھی کہتے ہیں کہ حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

جائے نزول: جمہور علما کے نزدیک سورہ فاتحہ مکی ہے جبکہ بعض علما اس کے مدنی ہونے کے قائل ہیں مگر یہ قول شاذ ہے۔

مکی ہونے کی دلیل: ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف اور ابو نعیم اور بیہقی دونوں نے دلائل میں اور واحد اور ثعلبی ابی میسرہ عمرو ابن شرحبیل سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ سے فرمایا کہ جب میں اکیلے ہوتا ہوں تو میں ایک آواز سنتا ہوں تو اللہ کی قسم مجھے موت کا اندیشہ ہوتا ہے۔ تو حضرت خدیجہ نے فرمایا اللہ کی پناہ اللہ آپ کے ساتھ ہرگز اس طرح نہیں کرینگے کیونکہ آپ امانت کو ادا کرتے ہیں اور صلہ رحمی کرتے ہیں اور سچی بات کرتے ہو جب ابو بکر داخل ہوئے اور رسول اللہ صلی علیہ وسلم نہیں تھے تو حضرت خدیجہ نے ساری بات ذکر کر دی اور کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لیکر ورقہ کے پاس چلے جاؤ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کو کس نے خبر دی تو فرمایا کہ خدیجہ نے تو دونوں ورقہ کے پاس چلے گئے اور سارا قصہ سنا دیا اور فرمایا کہ خلوت میں مجھے یہ آواز سنائی دیتی ہے کہ اے محمد اے محمد۔ تو میں بھاگ جاتا ہوں تو ورقہ نے کہا کہ ایسا نہ کرو جب وہ تمھارے پاس آئے تو ثابت قدم رہو یہاں تک کہ تم وہ سنو جو وہ کہتا ہے۔ پھر میرے پاس آو اور مجھے خبر دو پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم خلوت میں ہوئے تو آواز آئی اے محمد پڑھو **بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین** یہاں تک کہ ولا الضالین تک پہنچ گئے فرمایا کہو لا الہ الا اللہ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ورقہ کے پاس آئے اور یہ سب کچھ ذکر کیا تو

ورقہ نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ کو خوشخبری ہو پس میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ وہی ہیں جس کی ابن مریم نے بشارت دی تھی اور یہ وہی فرشتہ ہے موسی علیہ السلام کے فرشتے کی طرح اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں۔[2] یہ واقعہ مکہ میں پیش آیا تھا تو اس سے معلوم ہوا کہ سورہ فاتحہ مکی ہے مدنی نہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت مکہ میں ملی تھی مدینہ میں نہیں۔

لغوی تحقیق

سورۃ: باب تفعیل سے ہو تو اس کے معنی ہوں گے احاطہ کرنا، فصیل بنانا، جیسے سور المدینۃ۔[3] دوسرا معنی اس کا بلندی آتا ہے اور قرآن کا مخصوص حصہ جو متفرق تعلیمات واحکامات اور واقعات پر مشتمل ہو۔ اس کی جمع سوَر اور سور آتی ہے۔[4]

وجہ تسمیہ: اگر سورۃ کا معنی احاطہ کرنا مراد لے تو پھر مطابقت اسطرح ہو گی کہ قرآنی سورتیں بھی اپنے اندر مختلف مضامین کا احاطہ کئے ہوئے ہیں اسوجہ سے اس کو سورت کہا جاتا ہے۔ اور اگر سورت کا معنی بلندی مراد لیں تو پھر مطابقت اسطرح ہو گی کہ قرآن کی ہر سورت ایک بلند منزل کا نام ہے اسوجہ سے اسے سورت کہا جاتا ہے۔[5]

فاتحہ: الفاتحہ ہر شے کا آغاز۔ اول، ابتداء۔ اور جمع فواتح آتی ہے۔ دوسرا معنی فاتحۃ الکتاب، مقدمہ، پیش لفظ۔[6] اس سورت کو فاتحہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ قرآن کا دیباجہ ہے۔[7]

الحمد: اگر باب سمع یسمع سے ہو تو معنی یہ ہو گا، تعریف کرنا، سراہنا۔[8]

للہ: اللہ پر لام جار داخل ہوا ہے اصل میں الہ ہے جس پر الف لام داخل کیا اور ہمزہ کو حذف کر کے دونوں لام کو ادغام کر دیا تو اللہ بن گیا۔ معنی ہے۔ ذات واجب الوجود، معبود حقیقی۔[9]

اللہ: اللہ ایسا عَلَم ہے جس کا اطلاق صرف معبود برحق پر ہوتا ہے اور یہ اللہ کا خاص نام ہے اس میں اس کے ساتھ کوئی دوسرا شریک نہیں ہے اور یہ کسی بھی چیز سے مشتق نہیں ہے اور اسی قول کی طرف سیبویہ گئے ہیں کہ یہ مشتق نہیں ہے لہذا اس سے الف لام کو حذف کرنا جائز نہیں ہے۔ اور سیبویہ کے ایک قول کے مطابق یہ مشتق ہے اور ماخذ اشتقاق میں پھر امام سیبویہ کے دو قول ہیں۔

الف: پہلا قول یہ ہے کہ اللہ کی اصل الاہ بروزن فعال ہے اَلِہَ یَالہ یعنی باب سمع یسمع سے ہے اس کا ہمزہ تخفیف کے لئے حذف کر دیا گیا کثرۃ استعمال کی وجہ سے اور اس کے شروع میں الف لام لگا دیا گیا تعظیم کے لئے تو اللہ بن گیا۔ اور یہ نہ کسی بت کا نام ہے اور نہ ہی ان کے ان معبودوں کا جس کی وہ عبادت کرتے ہیں۔

ب: دوسرا قول یہ ہے کہ اللہ کی اصل لاہ ہے پھر اس پر الف لام کو داخل کر دیا گیا تو اللہ بن گیا اور یہ لاہ یلیہ سے مشتق ہے اور یہ پوشیدہ چیز کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور اللہ سبحانہ وتعالی بھی لوگوں کے آنکھوں سے مستور اور محجوب ہیں اس وجہ سے اللہ کہا جاتا ہے۔ جیسے شاعر کا یہ قول کیا خوب فرمایا ہے۔

ترجمہ: عقلاً اللہ کی ذات عالی اور صفات کمالی کا انوارات عظیمہ میں مخفی ہونے کی وجہ سے ورطہ حیرت میں پڑے ہوئے ہیں۔ 10

الرب : پروردگار، پرورش کنندہ، مربی، مالک اور متصرف کو بھی کہتے ہیں۔ ایک معنی سردار اور اصلاح کے لئے تبدیلیاں کرنے والے کے معنی میں بھی آتا ہے۔ غیر اللہ کے لئے بغیر اضافت کے اس کا استعمال کرنا درست نہیں جیسے رب الدار اور فارجع الی ربھا۔ اس کی جمع ارباب وربوب آتی ہے۔[11]

العالمین : عالَم کی جمع ہے، دنیا، جہان، تمام مخلوق ماسوی اللہ، جمع عوالم، اور عالمون آتی ہے۔[12]

الرحمن : بڑا مہربان، زبردست رحمت والا، یہ صرف اللہ تعالی کا وصف خاص ہے غیر اللہ کے لئے اس کو استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ یہ اسماء حسنی میں سے ہے اور اس میں رحیم کی بنسبت زیادہ مبالغہ ہے یا یہ کہ رحمان عام ہے دنیا میں مومن اور کافر دونوں کے لئے ہے اور رحیم آخرت کے ساتھ خاص ہے صرف مومنوں کے لئے۔[13]

الرحیم : سمع یسمع سے رحمان اور رحیم دونوں آتے ہیں۔ رحیم کا معنی ہے۔ بہت رحم کرنے والا، مشفق و مہربان۔ اس کی جمع رحَماء آتی ہے۔[14]

مالک : ملِک ،

1. مالک مطلق یعنی اللہ تبارک و تعالی۔ ھوالملک الملوک ، مالک یوم الدین اور ذو الملک۔
2. کسی قوم یا قبیلے کا بااختیار حاکم اور بادشاہ، اس کی جمع املاک اور ملوک آتی ہے۔[15]

یوم : دن، طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک کا وقت، علم الفلک میں زمین کا اپنے محور کے گرد دوران کا وقفہ جس کی مدت 24 گھنٹے ہیں۔ جمع ایام اور جمع الجمع ایاویم آتی ہے۔[16]

الدین: یہ مصدر ہے اور کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے جیسے مذھب عقیدہ, ھر وہ طریقہ جس کے ذریعے خدا کی عبادت کی جائے، ملت وشریعت, اسلام, تین باتوں کا مجموعہ: دل سے اعتقاد، زبان سے اقرار اور اعضاء سے ارکان پر عمل کرنا دین کہلاتا ہے۔ طرز عمل، سیرت, عادت, حالت, شان, پرہیزگاری, حساب, ملک, سلطان، حاکم بااختیار, فیصلہ, حکومت واقتدار, تدبیر, جزاء وبدلہ, معاملہ, تابعداری, قسم, نوعیت ، دین کی جمع اَدیَن، دیون وادیان آتی ہے۔[17]

ایاک: ایا ضمیر منصوب منفصل کے ساتھ استعمال ہوتا ہے جیسے ایای، ایاک اور ایاہ وغیرہ۔ دوسرا یہ تحذیر کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے یعنی کسی کو کسی چیز سے ڈرانے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے مثلاً **ایاک والشر** ،یعنی شر سے بچو، اور ک ضمیر منفصل یہ مخاطب کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ ایاک کو بفتح الہمزہ بھی پڑھنا جائز ہے اور ھیاک بھی پڑھنا درست ہے کہ ھمزہ کو ھا سے بدل دیا جائے۔[18]

نعبد : صیغہ جمع متکلم فعل مضارع معروف کا صیغہ ہے۔ عبادت کہتے ہیں بطور تعظیم معبود کے لئے انکساری و اطاعت، بندگی اور پرستش کرنا۔ مذھبی رسوم ادا کرنا۔ اسی سے عابد ہے موحد اور عبادت گزار کو کہتے ہیں۔ جمع عَبَدَۃ، عبد اور عباد آتی ہے۔[19]

نستعین: صیغہ جمع متکلم فعل مضارع معروف کا صیغہ ہے۔ باب استفعال سے مدد طلب کرنا۔[20]

اھدنا : اھد فعل امر اور نا ضمیر منصوب متصل مفعول بہ ہے۔ یہ ھدی سے ہے بمعنی راہنمائی کرنا، بیان کرنا، اور دلالت کرنے کے ہیں مذکر اور مونث دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے **ھو علی الھدی** ،وہ ھد آیت پر ہے۔ اسی طرح کسی کو راستہ بتانا، راستہ دکھانا، قرآن میں ہے **و ھدیناہ النجدین**،[21] اور ہم نے اسے خیر اور شر دونوں کے راستے دکھا دیئے۔ اور اسی طرح **اھدنا الصراط المستقیم**۔ ہم کو سیدھا راستہ دکھا۔[22]

المستقیم: استقام الشیء سیدھا ہونا، درست ہونا، صحیح راستہ پر آجانا، ثابت قدم ہونا، اسی سے مستقیم ہے بمعنی سیدھا، درست اور صحیح ہونے کے ہیں۔[23]

الذین : یہ جمع کا صیغہ ہے۔ الذین یہ مبہم بنی معرفہ ہے اس کا ابہام دور کرنے کے لئے اس کے بعد آنے والے صلہ کو لایا جاتا ہے۔ اس کی اصل لذی تھا اس پر الف لام داخل کر دیا گیا جو کبھی جدا نہیں ہوتا۔ اس کا تلفظ مختلف ہوتا ہے الذی، اللذی، اللذ اور اللذی۔ اس کی جمع دو طرح آتی ہے، الذین حالت رفع میں اور الذی حالت نصب اور جر میں۔ اسی طرح حالت رفع میں الذون بھی آتا ہے۔ اس کی تثنیہ الذان، الذان اور الذا حالت رفع میں اور الذین حالت نصبی اور جری میں۔[24]

انعمت: انعام کہتے ہیں کسی کو بخشش اور عطیہ دینا۔ اس میں انعام دینے والے کو منعم اور جس کو انعام دیا جاتا ہے تو اس کو منعم علیہ کہا جاتا ہے۔[25]

علیھم : علی حرف جر ہے یہ کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

1. اپر اور اوپر کے معنی میں جیسے کہ قرآن پاک میں ہے،، **وعلیھا و علی الفلک تحملون**،[26]
2. قریب کی جگہ یعنی کسی آس پاس کی چیز کی فوقیت پر دلالت کرنے کے لئے، جیسے ،**اواجد علی النارھدی،، ای او اجد علی کل مکان یقرب من النار**[27]
   یعنی آگ کے قریب کسی جگہ پر میں راہنمائی پاوں

3 معنوی فوقیت کے لئے جیسے قرآن میں ہے، **ولھم علی ذنب فاخاف ان یقتلون**،[28]

4 مع کے معنی میں جیسے **واتی المال علی حبہ ، ای مع حبہ** [29]

5 عن کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسے کہ قحیف شاعر کے قول میں ہے، **اذا رضیت علی بنو قشیر ای اذا رضیت عنی ۔**

6 لام تعلیل کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے قرآن می ہے **ولتکبروا اللہ علی ما ھداکم ای لھدآیتکم ایاکم۔** [30]

7 فی کے معنی میں، **و دخل المدینۃ علی حین غفلۃ ای فی حین غفلۃ۔**[31]

8 من کے معنی میں جیسے **الذین اذاکتالوآ علی الناس یستوفون ای اذاکتالوا من الناس یستوفون۔** [32]

9 بمعنی باء جیسے کہ **ارکب علی اسم اللہ ای بسم اللہ۔**

10 استدراک کے لئے یعنی سابقہ کلام سے پیدا شدہ ابہام کو دور کرنے کے لئے۔ جیسے کہ **فلان عاص علی انہ لا ییاس من رحمۃ اللہ۔** فلان گناہنگار ہے مگر وہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہے۔

11 لزوم کے لئے جیسے کہ کہا جاتا ہے **علیک ان تفعل کذا۔** [33]

غیرالمغضوب:

غیر : یہ کئی معنوں کے لئے آتا ہے۔

1. سوا، علاوہ
2. خلاف، ضد
3. الا کے معنی میں استثنا کے لئے جیسے کہ **جاء القوم غیر زید ای الا زید۔** زید کے علاوہ سب آئے اس صورت میں اس کا اعراب الا کے بعد والے اسم کا ہوگا۔
4. سوا کے معنی میں بمعنی علاوہ کے جیسے **مررت بغیرک** ، میں تمھارے علاوہ دوسرے آدمی کے پاس سے گزرا۔
5. بمعنی لیس کے جیسے **کلامک غیر مفھوم**، تمہارا کلام قابل مفہوم نہیں ہے، ان دونوں صورتوں یعنی بمعنی سوا اور لیس کی صورت میں اس کا اعراب سابق عامل کے مطابق ہوگا۔
6. اسم بمعنی لا جیسے **فمن اضطر غیر باغ ولا عاد اصل میں تھا فمن اضطر جائعا لا باغیا ولا عادیا**، [34]

اس صورت میں غیر حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہوگا۔

7. صفت کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسے **غیر المغضوب علیهم** ، اس وقت اس کا اعراب موصوف کے مطابق ہوگا آیت میں غیر المغضوب علیھم یہ الذین کے لئے صفت بن رہاہے اور وہ مجرور ہے اسوجہ سے غیر بھی مجرور ہے۔ غیر کے لئے اضافت لازمی ہے الایہ کہ اس سے پہلے لیس یالا ہو اور اضافت سمجھ میں آرہی ہو جیسے **قبضت عشرة لیس غیر یا لا غیر۔**[35]

المغضوب :

1 جس سے ناراضگی ہو۔

2 وہ کافر جو عناد و سرکشی کے باعث ایمان نہ لاکر خدا کی ناراضگی اور اس کے عذاب کا مستحق ہے۔[36]

ولاالضآلین: ضل ، ضلا و ضلالا و ضلالۃ بمعنی پوشیدہ ہونا، غائب ہو جانا جیسے **ضل الشئ فی الشئ**، ضائع ہونا ہلاک و برباد ہونا، باطل و بے اثر ہونا، چلا جانا بیکار ہونا جیسے ضل سعیہ ، اس کی کوشش یونہی گئی بے سود رہی، پتہ نہ چلنا، گمراہ ہونا راہ حق سے ہٹا ہوا ہونا۔[37]

سورہ فاتحہ کی ترکیب:

الحمد مبتداء ، لام جار اللہ مجرور موصوف, رب مضاف العالمین مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ ملکر اللہ کے لئے صفت اول, الرحمٰن صفت ثانی ,الرحیم صفت ثالث ,مالک مضاف یوم مضاف الیہ مضاف ,الدین مضاف الیہ یہ سب ملکر اللہ کے لئے صفت رابع ، ایاک ضمیر منفصل مفعول بہ مقدم نعبد فعل کے لئے، نعبد صیغہ جمع متکلم فعل مضارع معروف نحن ضمیر مستتر فاعل, فعل فاعل اور مفعول بہ ملکر معطوف , واو حرف عطف ایاک ضمیر منصوب منفصل مفعول بہ مقدم نستعین فعل, نحن فاعل فعل فاعل اور مفعول بہ ملکر معطوف الیہ ۔اھد فعل امر, انت ضمیر مستتر فاعل, نا ضمیر منصوب متصل مفعول بہ اول ,الصراط موصوف المستقیم صفت موصوف صفت ملکر مبدل منہ , صراط مضاف الذین اسم موصول انعمت فعل ماضی صیغہ واحد مذکر مخاطب ت ضمیر مرفوع متصل فاعل, علی حرف جار, ھم ضمیر مجرور مبدل منہ, غیر مضاف المغضوب مضاف الیہ علی حرف جار ھم ضمیر مجرور جار مجرور ملکر محل رفع میں المغضوب کے لئے نائب فاعل, مغضوب اپنے نائب فاعل کے ساتھ ملکر معطوف واو حرف عطف لا زائدہ الضالین مغضوب علیھم پر عطف، معطوف معطوف علیہ ملکر غیر کے لئے مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر علیھم کی ضمیر سے بدل، بدل مبدل منہ ملکر علی حرف جر کے لئے مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا انعمت فعل کے لئے ،فعل فاعل اور متعلق سے ملکر صلہ ہوا الذین اسم موصول کے لئے ، موصول صلہ ملکر مضاف الیہ ہوا صراط کے لئے، مضاف مضاف الیہ ملکر بدل ہوا الصراط سے ،بدل مبدل منہ ملکر موصوف ہوا اور المستقیم صفت ہوئی، موصوف صفت ملکر مفعول بہ ثانی ہوا اھدنا کے لئے۔[38]

بلاغت سورہ فاتحہ

سورہ فاتحہ میں فن بلاغت کے بہت سے امور مذکور ہیں مگر چند ایک ان میں سے یہاں پر ذکر کئے جاتے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

1 **جملہ اسمیہ:** الحمد للہ یہ جملہ اسمیہ ہے اور جملہ اسمیہ دوام اور استمرار پر دلالت کرتا ہے یعنی دائمی حمد صرف اور صرف اللہ کے لئے ثابت ہے کوئی اور دائمی حمد کا مستحق نہیں ہے۔

2 **فن تقدیم: اياک نعبد و اياک نستعين** اس میں فن تقدیم کو بیان کیا گیا ہے، **التقديم ما حقہ التاخير يفيد الحصر و الاختصاص**، یعنی جس چیز کی باری بعد میں ہو اور اس کو پہلے ذکر کیا جائے تو اس کو تقدیم کہتے ہیں اور یہاں پر ایاک یہ مفعول بہ ہے نعبد اور نستعین کے لئے اور اس کو فعل فاعل سے پہلے لایا گیا حالانکہ اس کی باری فعل اور فاعل کے بعد آتی ہے اور اس تقدیم کا فائدہ یہ ہے کہ عبادت اور استعانت کا حصر بیان کرنا مطلوب تھا کہ عبادت کے لائق صرف اور صرف اللہ اور استعانت صرف اور صرف اللہ سے ہی طلب کرنی چاہئے۔

3 **دخول لام جر على الله:** اس لئے ہے کہ اس بات کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ تمام تعریفیں صرف اور صرف اللہ کے لئے ہیں اور مالک یوم الدین میں جو ملک کی اضافت کی ہے یوم کی طرف تو اس کا مقصد غیر اللہ سے ملکیت کی نفی کرنا ہے اور ملکیت صرف اور صرف اللہ کے لئے ثابت کرنا مقصود ہے کہ حقیقی ملکیت صرف اللہ کی ہے اور غیر اللہ کی ملکیت فنا ہونے والی ہے ابدی نہیں ہے۔

4 **التفات من لفظ الغيبة الى لفظ الخطاب او من لفظ الخطاب الى لفظ الغيبة:** یعنی کلام میں جب متکلم مخاطب کے صیغے استعمال کر رہا ہو اور اچانک غائب کی طرف التفات کرے اور غائب کے صیغے استعمال کرے اور یا غائب کے صیغے استعمال کرتے کرتے مخاطب کی طرف التفات کرے تو یہ فن بھی بلاغت کلام میں مستحسن ہے اور اس سے کلام بلیغ بن جاتا ہے جیسے اللہ تبارک و تعالی نے سورہ فاتحہ میں کیا ہے کہ پہلے **الحمد لله** سے لیکر **مالک یوم الدين** تک سارے غیب کے صیغے استعمال کیئے پھر **اياک نعبد و اياک نستعين** سے خطاب کی طرف التفات کیا اور اس فن کی غرض یہ ہے کہ سامع کلام سے اکتائے نہیں بلکہ اس کا ذھن تازہ رہے تو اس وجہ سے اللہ تبارک و تعالی تعریف کا اہل بھی ہے اور اس کی ذات پر یہ صفات جاری بھی ہوتے ہیں تو اس سے سامع کا ذھن اول سے آخر تک تر و تازہ اور خوشگوار رہا اور کسی قسم کی اکتاہٹ محسوس نہیں ہوتی۔

5 **فن براعة استهلال :** استھلال کہتے ہیں آواز کو بلند کرنا۔ اور اس سورت میں فن براعۃ استھلال استعمال ہوا ہے کہ متکلم صراحتاً کلام کے اندر اپنے مقصود کو بیان نہیں کرتا بلکہ اس کی طرف اشارہ کرتا ہے اور یہ فن بلاغت کا بہت ہی خفیف اور دقیق فن ہے اور ھلال کو بھی ھلال اس وجہ سے کہتے ہیں کہ جب لوگ اس کو دیکھتے ہیں تو آوازوں کو بلند کرتے ہیں۔

6 **استعارہ تصریحیہ: اھدنا الصراط المستقیم** میں استعارہ تصریحیہ کو بیان کیا گیا ہے اور وہ اسطرح کہ دین حق کو تشبیہ دی گئی ہے صراط مستقیم کے ساتھ کہ جسمیں ذرا بھی ٹیڑھا پن نہ ہو۔ اور صراط مستقیم وہ ہوتا ہے جس میں دو نقطوں کے درمیان بعد بہت کم ہو اور ان دونوں کے درمیان وجہ شبہ یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالی اگرچہ تمام ممکنات سے عالی اور برتر ہے لیکن عبد مومن کے لئے مسافتوں کو قطع کرنا اور آفات کو برداشت کرنا مقصود تک پہنچنے کے لئے ضروری ہیں۔

7 **اھدنا الصراط المستقیم میں ابہام** :اس میں ابہام تھا کہ اس سے کونسا راستہ مراد ہے تو اس ابہام کو دور کرنے کے لئے فرمایا **صراط الذین انعمت علیھم** تو یہ بھی کلام عرب میں مستحسن سمجھا جاتا ہے اور اس سے کلام بلیغ بن جاتا ہے۔

8 **تسجیع** : تسجیع کہتے ہیں سجع برابر کرنا وزن میں جیسے اس سورت میں رحیم، مستقیم، نستعین اور الضالین میں سجع کو برابر کیا گیا ہے۔[39]

سورہ فاتحہ کے نام: مفسرین نے اس سورت کے کئی نام ذکر کئے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں۔

الفاتحہ ، ام الکتاب ، سبع المثانی ، الوافیہ ، الکافیہ ، شافیہ ، رقیہ ، کنز اور اساس ، شکر ، دعا ، تعلیم المسئلۃ سورۃ السوال ، المناجات ، تفویض ، النور اور القرآن العظیم۔[40]

تفسیر سورۃالفاتحۃ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

حدثنا ابوبکر محمدبن احمدبن بالویہ ثنا بشر بن موسیٰ ثنا الحمیدی ثنا سفیان عن ابی نجیح عن مجاھد قال: قال ابن مسعود رضی اللہ عنہ الحوامیم دیباج القرآن۔[41]

تمام حوامیم قرآن کے لئے ریشم ہیں۔ اس لئے کہ قرآن کے بنیادی مسائل توحید، رسالت، قیامت اور وحی الٰہی ہیں اور یہ چاروں بنیادی چیزیں ان حوامیم میں کمال درجے کے ساتھ موجود ہیں اور پھر ان سات سورتوں کا خلاصہ صرف ایک سورت سورہ فاتحہ میں آگیا ہے اور سورہ فاتحہ کا نچوڑ اس ایک آیت میں ہے۔ **ایاک نعبد وایاک نستعین،** کیونکہ صرف اللہ کی عبادت اور اللہ سے مدد طلبی یہ منتہائے کمال ہے اور یہ اس سورت کا خلاصہ ہے، لھذا یہ سورت تمام قرآن پاک کے سارے معانی و مطالب کی جامع ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے ،کمراۃ صغیرۃ تریک شیئا عظیما ۔ یعنی جسطرح ایک چھوٹا سا آئینہ ایک چیز کو بہت بڑا کرکے دکھادیتا ہے اسی طرح یہ سورت قرآن پاک کے تمام بڑے بڑے مضامین کی جھلک دکھاتی ہے۔[42]

الحمد:

حمد: کسی اختیاری خوبی پر تعریف کرنا حمد کہلاتی ہے۔ اس میں نعمت کا ہونا ضروری نہیں۔ اس کے مقابلے میں شکر ہے۔

شکر: کسی نعمت کے بدلے میں اگر کسی کی مدح بیان کی جائے تو اس کو شکر کہتے ہیں۔[43]

یہ حمد کی بنسبت خاص ہے کیونکہ یہ نعمت کے بدلے میں ہوتا ہے لیکن مورد کے اعتبار سے حمد خاص اور شکر عام ہے۔ کیونکہ شکر دل، زبان اور دیگر اعضاء سے صادر ہو سکتا ہے جبکہ حمد صرف زبان سے ہوتا ہے۔ تو حمد یہ شکر کی اصل ہوگی۔

اقسام ذکر:

1 **تسبیح:** اقسام ذکر میں جو سب سے پہلا درجہ ہے تو تسبیح کا ہے۔ جیسے قرآن میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ **و سبحوہ بکرۃ و اصیلا۔**[44]

وان من شیء الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقھون تسبیحھم۔ [45]

2 **تحمید : الحمد للہ رب العالمین۔ ربنا لک الحمد۔**

3 **تکبیر :اللہ اکبر۔ وربک فکبر۔** [46]

4 **تہلیل لاالہ الا اللہ کہنا۔**اس کے ذریعے شرک کی نفی کی جاتی ہے۔ اور اللہ تبارک و تعالی کے لئے الوہیت کو ثابت کیا جاتا ہے۔

5 **حوقلہ:لا حول ولا قوۃ الا باللہ** کہنا یہ بھی ذکر کی ایک قسم ہے۔

6 **حسبلہ :** یہ بھی ذکر کی ایک قسم ہے جسکے ذریعے اللہ کی ذات پر بھروسہ کیا جاتا ہے اس کے لئے مفرد کلمہ ،، حسبی اللہ ،، اور جمع کا کلمہ ،، حسبنا اللہ ،، استعمال ہوتا ہے احد کے موقعہ پر صحابہ کرام نے مشکل وقت میں یہی کلمہ پڑھا تھا و **قالوا حسبنا اللہ و نعم الوکیل**،[47]۔

7 **بسملہ :** ہر کار خیر کی ابتداء **بسم اللہ الرحمن الرحیم** سے کرنا چاہئے سورہ مزمل میں ہے **واذکراسم ربک بکرۃ واصیلا۔** [48] یعنی اپنے رب کا ذکر کرو۔ سب سے پہلی وحی کا نزول بھی اسطرح ہوا، **اقراء با سم ربک الذی خلق۔**[49]

8 **استعانت :** اللہ سے مدد طلب کرنا بھی ذکر میں شامل ہے ایاک نعبد وایاک نستعین۔ مافوق الاسباب استعانت اللہ ہی کر سکتا ہے۔

9 **تبارک :** لفظ تبارک سے بھی اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے جیسے فرمایا، **تبارک الذی بیدہ الملک و ھو علی کل شئ قدیر**[50] اور دوسری جگہ ہے **تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ**،[51] فرقان سے مراد قرآن کریم ہے۔

10 **تعوذ :** اعوذ باللہ بھی ذکر کے زمرے میں آتا ہے تعوذ کے لئے مختلف الفاظ استعمال ہوئے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں۔

1 اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ۔
2 اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم۔
3 استعیذ باللہ ۔
4 نستعیذ باللہ
5 اعوذباللہ القادر من الشیطان الغادر۔
6 اعوذ باللہ القوی من الشیطان الغوی۔
7 جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنھما کو دم کرتے تو ان کلمات کے ساتھ دم فرماتے تھے۔ **اعیذ کما بکلمات اللہ التامات من کل شیطان و ھامۃ ومن کل عین لامۃ۔ اعوذ بکلمات اللہ التامات کلھا من شر ما خلق۔** [52]

الحمدللہ: للہ میں لام اختصاص کے لئے ہے جیسے **الدار لزید** میں ہے یعنی اللہ ہر طرح کی حمد کے لئے مخصوص ہے اور اس جملہ میں لوگوں کو حمد کی تعلیم دی گئی ہے اصل جملہ یہ تھا **قولوالحمد للہ** اور یہ اس تقدیر کی ضرورت اس وجہ سے ہے کہ آیت ایاک نعبد کے ساتھ مناسبت پیدا ہو جائے۔ کیونکہ نعبد کا قائل بندہ ہے۔ الحمد میں جو الف لام ہے تو یہ جنس کے لئے ہے یعنی کہ جنس تعریف کا مستحق صرف اور صرف اللہ ہے اللہ کے سوا اور کوئی نہیں تعریف کے قابل یا الف لام استغراق کے لئے ہے اس صورت میں معنی اس طرح ہو گا، سب تعریف واسطے اللہ کے۔ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ شکر صرف اللہ کے لئے ہے اور کوئی اس کے لائق نہیں ہے۔ اور الحمد للہ یہ ثنا کا کلمہ ہے اور اللہ نے خود اپنی تعریف بیان کی ہے۔ [53]

رب العالمین: مخلوقات کی الگ الگ جنس ایک ایک عالم کہلاتی ہے مثلاً عالم انسان عالم جن وغیرہ۔ اس آیت سے اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ عالم جس طرح ابتدا میں رب کا محتاج ہے اسی طرح بقاء میں بھی رب کا محتاج ہوتا ہے۔ عالمین یہ عالم کی جمع ہے اور استعمال میں اس کے لفظ سے اس کا واحد نہیں پایا جاتا۔ عالم اس چیز کو کہتے ہیں جس سے صانع معلوم ہو۔ جیسے خاتم سے مہر کا پتہ چلتا ہے، اور عالم تمام ممکنات ہیں۔ فرعون نے جب پوچھا، **وما رب العالمین**؟ تو موسی علیہ السلام نے فرمایا، **رب السموات و الارض وما بینھما**، چونکہ عالم کے تحت مختلف اجناس پائے جاتے ہیں تو اس وجہ سے عالمین جمع لائے اور عالمین یہ جمع ذوی العقول کی ہے تو یہ تغلیبا لائے۔ عالمین کل 18000 ہیں اور ان میں یہ ساری دنیا ایک عالم ہے۔ بہر حال عالموں کی تعداد اور اللہ کے لشکروں کی تعداد اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔

رب العالمین لا کر اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ ہر صنف موجودات کا ایک مستقل نظام تربیت ہے اور سب کا آخری سرا اسی قادر مطلق، واحد و یکتا کے ہاتھ میں ہے کوئی بھی اس کے نظام ربوبیت و وحدانیت سے مستثنی نہیں ہے۔ اسلام سے پہلے مذاھب جس صورت میں موجود تھے وہ اس وسیع تخیل سے اشنا ہی نہیں رہے تھے، اور خدا کی حیثیت ایک قومی خدا کی رہ گئی تھی، بابل،

مصر، ھند، یونان، رومہ اور عرب کی مشرک قوموں کا ذکر ہی نہیں، بنی اسرائیل جیسی موحد قوم بھی خدا کے خدائے کائنات ہونے کی پوری طرح قائل نہیں رہی تھی قرآن نے ایک لفظ رب العالمین لا کر ان سارے مشرکانہ و گمراہانہ عقائد کی تردید کردی۔ مشرک قوموں کو سب سے زیادہ ٹھوکر صفت ربوبیت ہی سے سمجھنے میں لگی اسی لئے قرآن نے تصحیح میں بھی اس کو مقدم رکھا، علامہ قرطبی نے علماء کے ایک گروہ کا قول نقل کیا ہے کہ **الحمدللہ رب العالمین** یہ **کلمہ لا الہ الااللہ** سے بھی بہتر ہے کیونکہ کلمہ میں صرف توحید ہے اور الحمدللہ میں توحید کے ساتھ حمد بھی ہے۔[54]

الرحمان الرحیم: یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ بسم اللہ سورۃ فاتحہ کا جزو نہیں ہے کیونکہ پھر **الرحمن الرحیم** کا تکرار لازم آتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ الفاظ **رب العالمین** کی تعلیل کے لئے مکرر لائے ہیں۔[55]

ملک یوم الدین: اس کو مالک یوم الدین اور مَلِکِ یوم الدین بھی پڑھا جاتا ہے۔ حاکم یا قاضی خواہ کیسے ہی وسیع اختیارات والا کیوں نہ ہو بہر حال اس کے اختیارات محدود ہی ہوتے ہیں وہ ایک حد میں رہ کر مجرم کو سزا دیتے ہیں اور وہ مملکت کے قانون کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں جبکہ مالک کو پورے اختیارات حاصل ہوتے ہیں کہ وہ مجرم کو چاہے جیسے سزا دے کوئی اس سے باز پرس کرنے والا نہیں ہو تا مالک کہتے ہیں نیست سے ہست کرنے والے کو تو اس معنی کے اعتبار سے اللہ کے سوا کسی کو مالک کہنا درست نہیں ہے۔ لایجوز ان یسمی احدا بھذا الاسم ولایدعی بہ الااللہ۔

اور علامہ بیضاوی فرماتے ہیں کہ المالک ھو المتصرف فی الاعیان المملوکۃ کیف یشاء من الملک۔

یوم الدین سے مراد روز جزا ہے کہ اس میں ہر انسان کو اپنے کیئے کا بدلہ ملے گا۔ جیسے کہ ایک مثل ہے ، **کما تدین تدان**،، جیسا کروگے ویسا بھروگے۔ مجاھد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یوم الدین بمعنی یوم الحساب ہے چنانچہ قرآن میں اللہ تبارک وتعالی کا ارشاد ہے، **ذالک دین القیم۔**[56] یعنی یہ سیدھا حساب ہے۔ اسی طرح دین بمعنی قہر ہے جیسے عرب والے کہتے ہیں؛؛ دینتہ فدان،، میں نے اس کو مجبور کیا پس وہ مطیع ہو گیا۔ یالفظ دین سے اسلام اور اطاعت مراد ہے کیونکہ وہ ایسا دن ہے جسمیں اطاعت اور اسلام کے علاوہ کوئی چیز کام نہیں دے گا۔ اللہ تبارک وتعالی مالک تو آج بھی ہے لیکن روز جزاء کے ساتھ خاص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس دن اللہ کی صفت مالکیت کا مشاہدہ بڑے سے بڑے منکر کو بھی ہو کر رہے گا جب اللہ تعالی فرمائنگے **لمن الملک الیوم**[57]۔ تو کسی بھی بڑے سے بڑے جابر حکمران کو جواب دینے کی جرات نہیں ہو گی تو اللہ تعالی خود ہی ارشاد فرمائنگے **للہ الواحدالقھار**،[58] کہ آج بادشاہت، شہنشاہی اور حکمرانی صرف اور صرف میری ہے۔[59]

ایاک نعبد وایاک نستعین: اس سے پہلے اللہ تبارک وتعالی نے حمد بیان فرمائی اور پھر صفات عظیمہ کا بیان ہوا اور اب دعا کی تعلیم دے رہے ہیں اللہ تبارک وتعالی نے صفات عظیمہ کا بیان فرما کر ساری دوسری ذوات سے اللہ تعالی کو ممتاز کر دیا اور علم کو ایک ہی ذات کے ساتھ مختص کر دیا اور وہ ہے اللہ تبارک وتعالی کی ذات تو فرمایا ، **یا من ھذا شانہ نخصک بالعبادۃ**

والاستعانۃ، یعنی جسکی ایسی شان اور ایسی صفات ہو تو ہم اپنی عبادت اور استعانت کو اسی کے ساتھ ہی خاص کرتے ہیں اور غائب سے خطاب کی طرف اور خطاب سے غائب کی طرف التفات سے ایسا معلوم ہوا گویا کہ وہ ذات سامنے ہے اور حاضر ہے مشاہدہ میں۔[60]

اھدنا الصراط المستقیم: اللہ تبارک وتعالی کی ھدآیت کئی قسموں پر ہے لیکن چند ایک ان میں سے یہاں پر بیان کرنا مناسب ہو گا۔

1 ھدآیت اللہ کی طرف سے ایسے ملے کہ آدمی اپنے قوی اور حواس کو استعمال کر کے صحیح راہ پر چلے جیسے عقل اور حواس باطنہ کو استعمال کر کے آدمی اللہ کی ذات کا ادراک کرلے کہ یہ کائنات بغیر صانع اور چلانے والے کے نہیں چل سکتا ضرور اس کو چلانے والی کوئی ذات موجود ہے۔

2 حق اور باطل کے درمیان موازنہ کر کے آدمی اس نتیجے پر پہنچے کہ یہ راستہ صحیح ہے اور یہ غلط جیسے کہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ **وھدیناہ النجدین،**[61] یعنی ہم نے انکو دونوں راستے بتا دیئے۔ تو پھر فرمایا **واما ثمود فھدیناہ فاستحبواالعمی،**[62] قوم ثمود کو ہم نے سیدھا راستہ دکھایا پس اس نے غلط راستے کو اختیار کیا پس وہ گمراہ ہوئے۔

3 اللہ تبارک وتعالی نے جن کی طرف بھی اپنے رسول اور کتابیں بھیجی پس اس کے ذریعے انہیں ھدآیت عطا فرمائی جیسے اللہ تعالی قرآن میں فرماتے ہہیں وجعلناھم ائمۃ یھدون بامرنا،[63] اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا ان ھذاالقرآن یھدی للتی ھی اقوم[64]

4 آدمی پر پوشیدہ راز اور چھپی ہوئی آشیاء اشکارہ ہوجائیں جس کی وجہ سے اس کو ھدآیت کی دولت نصیب ہو جائے مگر یہ قسم ھدآیت کی صرف انبیاء اور اولیاء کے ساتھ خاص ہے جیسے کہ وحی، الھام، اور سچے خواب کے ذریعے سے اللہ تعالی کسی کو ھدآیت کے نور سے منور فرمائے۔ جیسے اللہ تعالی فرماتے ہیں اولئک الذین ھدی اللہ فبھداھم اقتدہ۔[65] دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے کہ۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔[66]

انعمت علیھم : انعام سے مراد دین کا انعام ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے کہ ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین و الشھداء و الصالحین و حسن اولئک رفیقا۔[67]

انعمت سے یا تو انبیاء مراد ہیں اور یا اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ مراد ہیں یا پھر اس سے حضرت موسی اور عیسی علیھما السلام اور ان کے پیروکار تحریف اور نسخ سے پہلے والے مراد ہیں۔ نعمت کہتے ہیں جس سے انسان کو لذت اور سرور ملے اور نعمت کی کئی قسمیں ہیں جیسے کہ اللہ تعالی فرماتے ہیں۔**وان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا۔**[68]

لیکن پھر بھی دو قسموں میں منحصر ہیں۔

نعمتوں کی قسمیں: 1: دنیاوی 2: اخروی

دنیاوی نعمتوں کی اقسام: 1: وھبی 2: کسبی

وھبی: یہ بھی دو قسموں میں منقسم ہیں۔

1 **:روحانی:** جیسے روح، فہم، فکر اور نطق وغیرہ کہ اللہ نے یہ چیزیں عطا کی ہیں۔

2 **جسمانی:** جیسے کہ اللہ نے ہمارے بدن کی تخلیق کی ہے اور صحت عطا کی ہے اور آعضاء عطا کئیے ہیں وغیرہ۔

کسبی: جیسے نفس کا رذائل سے اور برے اخلاق سے پاک ہونا اور اعلی ملکہ کا حاصل ہونا اور جاہ ومال کا ملنا وغیرہ یہ کسبی نعمتوں میں شمار ہوتے ہیں۔

اخروی نعمت: یہ وہ نعمت ہے کہ جو آخرت میں ملے گی اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالی اسے بخش دے اور وہ اس سے راضی ہو جائے اور اس کو اعلی علیین میں مقام عطا فرمائے ملائکہ اور مقربین کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔ [69]

غیر المغضوب علیہم و لاالضآلین: راہ ھدایت کو چھوڑنے کی دو وجہیں ہیں۔

1 کہ آدمی پوری تحقیق نہ کرے کہ آیا یہ چیز میرے لئے ٹھیک ہے یا نہیں اور ویسے ہی عمل نہ کرے تو یہ ضآلین کے زمرے میں آتا ہے۔

2 اس کی پوری طرح تحقیق کرے اور پھر بھی اس پر عمل نہ کرے یہ مغضوب علیھم ہیں کیونکہ اچھی طرح تحقیق کے بعد بھی عمل نہ کرے تو زیادہ ناراضگی ہوتی ہے۔

المغضوب علیھم سے مراد یہود ہیں جیسے دوسری جگہ اللہ تبارک وتعالی کا ارشاد ہے **من لعنہ اللہ و غضب علیہ وجعل منہم القردۃ و الخنازیر و عبدالطاغوت اولئک شر مکانا و اضل عن سوآۂ السبیل،** [70] اور ضالین سے مراد نصاری ہیں جیسے دوسری جگہ اللہ تبارک وتعالی کا ارشاد ہے

قد ضلوا من قبل و اضلوا کثیرا و ضلوا عن سوآۂ السبیل۔ [71] **یاالمغضوب** سے مراد نافرمان اور ضالین سے مراد اللہ تبارک وتعالی کی ذات سے اور صفات سے جاہل لوگ مراد ہیں۔ [72]

آمین : یہ اسم فعل ہے جسکا معنی ہے **استجب** یعنی اے اللہ ہماری دعا کو قبول فرما۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اس کا کیا معنی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ، افعل، یعنی اس کام کو کرو۔ یہ قرآن کا جزء نہیں لیکن سورہ فاتحہ کے آخر میں اس کا پڑھنا سنت ہے۔ [73]

خلاصہ:

قرآن اللہ کی طرف سے نازل کردہ آخری کتاب ھد آیت ہے۔ نبوت کا زندہ معجزہ ہے، فصاحت و بلاغت کا عظیم شاہکار ہے سورہ فاتحہ کے علمی جائزہ سے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ سورہ فاتحہ میں ذکر کردہ مضامین یعنی توحید، رسالت اور قیامت یہ قرآن کا اختصار و خلاصہ ہے۔ اس سورہ میں عربی ادب، گرائمر، فصاحت و بلاغت کے عجائبات کا ذکر ملتا ہے، جس سے عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اس کے ہر ہر کلمہ میں بے حد علمی نکات، فصاحت و بلاغت اور رموز و حقائق موجود ہیں۔ بے تحاشا فضائل و خوبیوں کی بنا پر نماز کی ہر رکعت میں اس کی تلاوت کی جاتی ہے۔

نتائج:

1. سورۃ فاتحہ ام الکتاب ہے۔
2. فصاحت و بلاغت کے ان گنت ضوابط اس میں موجود ہیں۔
3. اعجاز قرآن کا بلیغ انداز اس سورت کا حسن ہے۔
4. تمام قرآن کا خلاصہ اور تعلیمات قرآن کا اختصار اس سورت میں ہے۔
5. سورت فاتحہ بے شمار فضائل و برکات کی حامل منفرد سورت ہے۔

مراجع و مصادر

[1]: سورۃ الانعام، آیت 38

[2]: جلال الدین السیوطی متوفی 829ھ تا 911ھ الدرالمنثور فی التفسیر بالماثور، مرکز ھجر للبحوث والدراسات العربیۃ والاسلامیہ، الطبعۃ الاولی 1424ھ۔ 2003ء، ج:1، ص:2، ابو عبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبیؒ متوفی 671ھ، تفسیر قرطبیؒ، شریعہ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد پاکستان، طبع اول دسمبر 2004ء، ج:1، ص: 175.176، شیخ التفسیر و الحدیث حضرت مولانا الحافظ محمد ادریس کاندھلوی، تفسیر معارف القرآن، مکتبۃ المعارف دارالعلوم حسینیہ شھدادپور سندھ پاکستان، طبع دوم 1422ھ ج1، ص2۔

[3]: مولانا وحیدالزمان قاسمی کیرانوی، ادارۃ الاسلامیات لاھور کراچی۔ القاموس الوحید، ص۔821، ابوالفضل مولانا عبدالحفیظ بلیاوی استاذ ادب ندوۃ العلما لکھنو المصباح 16 اردو بازار لاھور، مصباح اللغات، ص۔206

[4]: القاموس الوحید، ص821. مصباح اللغات، ص۔206

[5]: حضرت مولانا عبدالماجد دریابادی، پاک کمپنی 17 اردو بازار لاھور، تفسیر ماجدی، ص۔2

[6]: القاموس الوحید، ص۔1200۔ مصباح اللغات، ص۔414

[7]: تفسیر ماجدی، ص۔2

[8]: القاموس الوحید، ص۔373 مصباح اللغات، ص۔175

[9]: القاموس الوحید، ص134، مصباح اللغات، ص29

[10]: محی الدین الدرویش، اعراب القرآن و بیانہ، الیمامۃ للطباعۃ والنشر والتوزیع دمشق بیروت، دار ابن کثیر للطباعۃ والنشر والتوزیع دمشق بیروت، دار الارشاد للشون الجامعیۃ حمص سوریہ۔ ج1، ص8، 9

[11]: ابوالفدا حافظ عماد الدین ابن کثیر الدمشقی، تفسیر ابن کثیر ترجمہ مولانا محمد جوناگڑھی، فقہ الحدیث پبلیکیشنز اردو بازار لاھور، ج1، ص22 اعراب القرآن و بیانہ ج1 ص13، القاموس الوحید، ص587. مصباح اللغات، ص272

[12]: اعراب القرآن و بیانہ ج1 ص13، القاموس الوحید، ص1119، مصباح اللغات، ص573

[13]: القاموس الوحید، ص409۔ مصباح اللغات، ص284

[14]: القاموس الوحید، ص409۔ مصباح اللغات، ص284

[15]: مصباح اللغات، ص834، القاموس الوحید، ص1581۔

[16]: حضرت علامہ قاضی محمد ثناءاللہ عثمانی مجددی پانی پتی، تشریحی ترجمہ مع اضافات ضروریہ مولانا سید عبدالدائم الجلالی رفیق ندوۃ المصنّفین، مکتبہ دار الاشاعت اردو بازار کراچی نمبر1، طباعت 1999ء' تفسیر مظہری، ج1، ص4۔ القاموس الوحید، ص 1917، 1918۔ مصباح اللغات، ص1020۔

[17]: القاموس الوحید، ص521۔ مصباح اللغات، ص257

[18]: ناصر الدین ابی الخیر عبداللہ بن عمر بن محمد الشیرازی الشافعی البیضاوی المتوفی 691ھ انوار التنزیل و اسرار التاویل المعروف بتفسیر البیضاوی دار احیاالتراث العربی بیروت، ج1، ص29۔ القاموس الوحید، ص144۔ مصباح اللغات، ص45.

[19]: القاموس الوحید، ص1038۔ مصباح اللغات، ص527

[20]: انوار التنزیل و اسرار التاویل المعروف بتفسیر البیضاوی، ج1، ص29۔ خاتمۃ المحققین و عمدۃ المدققین مرجع اھل العراق و مفتی بغداد العلامۃ ابی الفضل شھاب الدین السید محمود الالوسی البغدادی المتوفی 127ھ روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، مکتبہ ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ دار احیاالتراث العربی بیروت لبنان۔ ج1، ص87۔

[21]: سورۃ البلد، آیت 10

[22]: القاموس الوحید، ص1752۔ مصباح اللغات، ص984

[23]: القاموس الوحید، ص1370۔ مصباح اللغات، ص716

[24]: القاموس الوحید، ص1466۔ مصباح اللغات، ص774

[25]: القاموس الوحید، ص1674۔ مصباح اللغات، ص889۔

[26]: سورۃ المومنون، آیت 22

[27]: سورۃ طہ، آیت 10

[28]: سورۃ الشعرأ، آیت 14

[29]: . سورۃ البقر، آیت 177

[30]: سورۃ البقر، آیت 185

[31]: سورۃ القصص، آیت 15

[32]: سورۃ المطففین، آیت 2

33: القاموس الوحید، ص 1122۔ مصباح اللغات، ص 575

34: سورۃ البقر، آیت 173

35: القاموس الوحید، ص1193۔ مصباح اللغات، ص 613،614

36: القاموس الوحید، ص1170۔ مصباح اللغات، ص 601

37: القاموس الوحید، ص975۔ مصباح اللغات، ص498

38: اعراب القرآن و بیانہ ج1 ص14

39: اعراب القرآن و بیانہ ج1 ص16 تا19۔ روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، ج1، ص88، 87

40: اعراب القرآن و بیانہ ج1 ص19۔ روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، ج1، ص 35۔ معارف القرآن مولانا ادریس کاندھلوی صاحب، ج1، ص 4۔

41: الامام الحافظ ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم النیسابوری، المستدرک علی الصحیحین للحاکم، دار الحرمین للطباعۃ والنشر والتوزیع، الطبعۃ الاولیٰ 1417ھ بمطابق 1997، الجزالثانی تفسیر سورۃ حم المومن، رقم الحدیث 3691

42: حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی، معالم العرفان فی دروس القرآن مکتبہ دروس القرآن گنج گوجرانوالہ، تیرھواں ایڈیشن صفر المظفر1429ھ بمطابق فروری2008ء، ج1، ص84 تا86۔

43: روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، ج1، ص74۔ اعراب القرآن و بیانہ ج1 ص13۔ انوار التنزیل واسرار التاویل المعروف بتفسیر البیضاوی، ج1، ص 27۔ معارف القرآن مولانا ادریس کاندھلوی صاحب، ج1، ص13۔ تفسیر مظہری، ج1، ص23۔ تفسیر ماجدی، ص3۔ تفسیر ابن کثیر، ج1، ص19۔

44: سورۃ الاحزاب، آیت 42

45: سورۃ بنی اسرائیل، آیت 44

46: سورۃ المدثر، آیت 3

47: سورۃ آل عمران، آیت 173

48: سورۃ الدھر، آیت 25

49: سورۃ العلق، آیت 1

50: ۔ سورۃ الملک، آیت 1

51: سورۃ الفرقان، آیت 1

52: معالم العرفان فی دروس القرآن، ج1، ص30 تا 33

53: تفسیر مظہری، ج1، ص23۔ تفسیر ابن کثیر، ج1، ص19۔ تفسیر ماجدی، ص3

54: تفسیر مظہری، ج1، ص23، 24۔ تفسیر ابن کثیر، ج1، ص23۔ تفسیر ماجدی، ص3۔ روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، ج1، ص 77 ۔ انوار التنزیل واسرار التاویل المعروف بتفسیر البیضاوی، ج1، ص 27۔ معارف القرآن مولانا ادریس کاندھلوی صاحب، ج1، ص15۔

[55]: تفسیر مظہری، ج1، ص 24۔ تفسیر ابن کثیر، ج1، ص24۔ تفسیر ماجدی، ص 4۔ معارف القرآن مولانا ادریس کاندھلوی صاحب، ج1، ص 16۔ انوار التنزیل واسرار التاویل المعروف بتفسیر البیضاوی، ج1، ص 27 روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، ج1، ص 82۔

[56]: سورۃ التوبۃ، آیت 36

[57]: سورۃ المومن، آیت 16

[58]: سورۃ المومن، آیت 16

[59]: تفسیر مظہری، ج1، ص24۔ تفسیر ابن کثیر، ج1، ص25۔ تفسیر ماجدی، ص4۔ معارف القرآن مولانا ادریس کاندھلوی صاحب، ج1، ص 17۔ انوار التنزیل واسرار التاویل المعروف بتفسیر البیضاوی، ج1، ص28۔ اعراب القرآن و بیانہ ج1 ص 13۔ روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، ج1، ص83۔

[60]: روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، ج1، ص 87 تا 89۔ انوار التنزیل واسرار التاویل المعروف بتفسیر البیضاوی، ج1، ص28. 29 تفسیر مظہری، ج1، ص 27۔ معارف القرآن مولانا ادریس کاندھلوی صاحب، ج1، ص19۔ تفسیر ابن کثیر، ج1، ص26۔ تفسیر ماجدی، ص4۔

[61]: سورۃ البلد، آیت 10

[62]: سورۃ حم السجدۃ، آیت 17

[63]: سورۃ انبیاء، آیت 73

[64]: ۔ سورۃ بنی اسرائیل، آیت 9

[65]: سورۃ الانعام، آیت 90

[66]: سورۃ العنکبوت، آیت 69 ، انوار التنزیل واسرار التاویل المعروف بتفسیر البیضاوی، ج1، ص30۔ روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، ج1، ص93۔ تفسیر ابن کثیر، ج1، ص29۔ تفسیر مظہری، ج1، ص28۔ معارف القرآن مولانا ادریس کاندھلوی صاحب، ج1، ص25۔ تفسیر ماجدی، ص4۔

[67]: سورۃ النساء، آیت۔ 69

[68]: سورۃ ابراھیم، آیت 34

[69]: انوار التنزیل واسرار التاویل المعروف بتفسیر البیضاوی، ج1، ص 30،31۔ تفسیر ابن کثیر، ج1، ص32۔ تفسیر مظہری، ج1، ص29۔ معارف القرآن مولانا ادریس کاندھلوی صاحب، ج1، ص28۔ تفسیر ماجدی، ص4

[70]: سورۃ المائدۃ، آیت 60

[71]: سورۃ المائدۃ، آیت 77

[72]: انوار التنزیل واسرار التاویل المعروف بتفسیر البیضاوی، ج1، ص31۔ تفسیر ابن کثیر، ج1، ص36۔ تفسیر مظہری، ج1، ص29۔

[73]: انوار التنزیل واسرار التاویل المعروف بتفسیر البیضاوی، ج1، ص31۔ تفسیر مظہری، ج1، ص29۔ تفسیر ابن کثیر، ج1، ص37۔ تفسیر ماجدی، ص5